انوارِ شریعت
سُنّی دارُالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ

جامع الفتاویٰ

المعروف

انوارِ شریعت

حصہ نہم تا شانزدہم

از افادات

- مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

الناشر: سنی دارالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ——— سنہ ۱۹۷۲ء سنہ ۱۳۹۲ھ

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— سُنّی دارالاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ——— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ——— قسم اول مجلد ۱۶ روپے

مجلّد چرمی ۲۵ روپے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جبرائیل تم کو سلام دیتا ہے۔ میں نے کہا علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (حضرت آپ کو نظر آتا ہے اور میں نہیں دیکھتی) اور علاوہ اسکے خادم شریعت کی تحقیق بھی اسی پر ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھ بقا والی سے دیکھا ہے۔ کیونکہ آنکھ بقا والی کو لقائے خداوند کریم سے کوئی امر مانع نہیں لقولہ تعالیٰ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ اور جو حدیث مسلم شریف مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عدم رویت پر ناطق ہے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ آنکھ فانی اور سر والی نہیں دیکھ سکتی ورنہ مائی صاحبہ کیوں فرمائیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ چنانچہ یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے اور مائی صاحبہ نے جو اس دلیل سے اجتہاد کیا ہے کہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ اور خداوند کریم کو بینائی نہیں پا سکتی وہ بینائیوں کو پاتا ہے تو یہ مائی صاحبہ کا اپنا ہی اجتہاد ہے۔ حالانکہ اکثر روایات واقوال صحابہ وقبیلہ بنو ہاشم ومحدثین ومفسرین واصفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسکے خلاف پر ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو دیکھا چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث نیز اسبات پر شاہد ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰی بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ نقل از شفا قاضی عیاض وطبرانی

ے
کلام سرمدی بے نقل بشنید — خداوند جہاں را بے جہت دید
دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود — دلش در چشم وچشمش در دلش بود

پس طالبان مولا کو چاہیئے کہ اس مسئلہ میں عقل وتوقف وتدبر ورشتہ ایمانی محبت وعشق سے کام لیں

ے
مانگیم یاد داری بالیقین — اسم اللہ کن تصور عین دیں

فافہم۔ والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت عفا عنہ

سوال:۔ کیا کوئی حدیث مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بایں مضمون مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رات معراج میرے پاس رہے اور جسمی معراج نہیں ہوا۔

جواب:۔ اس مضمون کی حدیث کتب صحاح ومشہورہ ومعتبرہ میں نہیں ہے اور نہ ہی خود مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشاہدہ معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی متن اس حدیث کا صحیح ہے وھو ہذا عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِہٖ تفسیر جامع البیان جزو ۱۵ صفحہ ۱۳ اور علاوہ اسکے علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ شرح مواہب جزو ۶ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور بنائی گئی ہے واسطے

رد کرنے حدیث صحیح کے اور یہ حدیث واقعہ کے خلاف پر دال ہے۔ اگر معراج شریف موافق بعض روایات ابتداء اسلام میں ہوا تب تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ بعض روایت میں ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا اور بعض میں ہجرت سے ایک سال پیشتر ہوا۔ ہجرت کے وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا آٹھ سال کی تھیں اگرچہ نکاح ہو گیا تھا مگر بعد ہجرت نو سال عمر شریف ہوگی دولت خانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رونق افروز ہوئیں پس معلوم ہوا کہ یہ روایت کسی طرح بمقابلہ احادیث صحیحہ متعدد معتبر قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کما مر۔ اگر کسی صاحب نے زیادہ تحقیق کرنی ہو تو تحفہ احمدیہ کو ملاحظہ فرماویں فقط والعلم عند اللہ۔ المجیب خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ حضرت آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بول و براز کو زمین کس لئے جلدی لقمہ کر جاتی اور بول و براز میں خوشبو لطیف کیوں آتی اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشاب کو کیوں مائی ام ایمن وغیرہ نے نوش کیا

جواب:۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک اقسام بہشت سے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک روز میں دیکھتی ہوں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جائے خلا میں حاجت ضروری کے لئے تشریف لے گئے تھے اور جب وہاں سے آئے تو میں وہاں فوراً پہنچی لیکن میں نے بدون خوشبو وہاں کچھ نہ پایا اور نہ دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر بہشتی وجودوں کی قسم سے ہوتے ہیں اس لئے ہمارا بول و براز و پسینہ خوشبودار ہوتا ہے اور بول و براز وغیرہ کو زمین چھپا لیتی ہے اور جس جگہ پڑتا ہے وہ جگہ بھی معطر ہو جاتی ہے اور وہاں سے خوشبو آنے لگ جاتی ہے۔ نقل از کنز العمال جلد ۶ واخرج ابو نعیم من لیلی مولاۃ عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال رایت یا رسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فما اریٰ شیئاً الا انی لاجد رائحۃ المسک قال انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنۃ فما خرج منها شئ ابتلعہ الارض. پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اطہر کی ذاتی خوشبو تھی اس لئے تمام پسینہ بھی خوشبودار اور آپ کے بول و براز سے خوشبو آتی تھی اور جنہوں نے پیشاب مبارک پیا ہے اور انہوں نے محض خوشبودار سمجھ کر اور کمال محبت کی وجہ سے پیا ہے بیماریوں سے نجات حاصل کی اور جنت کی خوشخبری پائی۔ باقی فتاوے ہذا میں ملاحظہ فرماویں فقط۔

خادم شریعت عفی عنہ

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ظہور سے سوئی گم شدہ حضرت مائی صاحبہ کو مل گئی تھی اور اسکا کہیں ثبوت ہے۔

جواب: بیشک اسکا ثبوت حدیث صحیح سے ملتا ہے وہو ہذا اخرج ابن عساکر عن عائشۃ قالت کنت اخیط فسقط منی الابرۃ فطلبتہا فلم اقدر علیہا فدخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجہہ فاخبرتہ فقال یا حمیرا[1] الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظر الی وجھی الحدیث: یعنی حضرت ابن عساکر مائی عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالے عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مائی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں اندر بیٹھ کر کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی ہر چند تلاش کی لیکن اندھیرے کے سبب سے نہ ملی اتفاقاً آپ کی ذات اندر تشریف لائے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے تمام اندر روشن ہوگیا۔ اندھیرا جاتا رہا سوئی گم شدہ زمین پر گری ہوئی مل گئی اور فرمایا اے عائشہ افسوس افسوس اسکے لئے جس نے مجھے نہ دیکھا اور حسن بن علی رضی اللّٰہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ مبارک القمر لیلۃ البدر کی طرح چمکتا تھا نقل از ترمذی ابوہریرہ سے ہے کہ آپ کا چہرہ آفتاب عالمتاب تھا جب آپ ہنستے تو نور کا عکس دیواروں پر پڑتا۔

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکو مس فرمائیں اسکو آگ نہیں لگ سکتی۔

جواب: بیشک ہمارا یہ ایمان ہے کہ جسکے ساتھ آقائے نامدار صلی اللّٰہ علیہ وسلم مس کریں اسکو کبھی آگ اثر نہیں کر سکتی چنانچہ ذیل کی روایت اس پر شاہد ہے حافظ ابو نعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم کئی آدمی انس بن مالک کے ہاں تھے انہوں نے اپنی کنیزک کو کھانا لانیکا حکم دیا پھر انہوں نے کہا کہ وہ رومال بھی لا۔ جب وہ لائی تو انس رضی اللّٰہ عنہ نے اسے میلا دیکھ کر کنیزک کو حکم دیا کہ تنور جلا کر اس میں ڈالدے۔ اس نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد نکالا تو وہ سفید دودھ جیسا نکلا۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انس رضی اللّٰہ عنہ نے کہا کہ جائے حیرت نہیں یہ رومال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ اور ہم بھی تبرکاً ادائے سنت بعد فراغت اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسکو اسی طرح آگ میں جلا کر صاف اور سفید کر لیا کرتے ہیں۔ اور یہ تم سب جانتے ہو کہ حضور علیہ السلام

---

[1] معنے حمیرا سرخ سفید چنانچہ کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۳۰۱ میں مسطور ہے خذو شطر دینکم من الحمیراء یعنی عائشۃ لصفرا الحمرا یرید البیضا۔ پس معلوم ہوا کہ اتباع مائی صاحبہ سے منزل ناسوتی طے ہو جاتی ہے اور طالب مولی مقام لاہوت تک پہنچ جاتا ہے ۱۲ خادم شریعت ۱۔

کے جسم مبارک کو لگی ہوئی چیز کو آگ نہیں جلا سکتی نقل از بے مثل بشر صفحہ ۷۸۔ اور الفاظ حدیث شریف کے یہ ہیں اخرج ابو نعیم عن عباد بن عبد الصمد قال اتینا انس بن مالکؓ فقال یا جاریۃ ھلمی المائدۃ نتغدی فاتت ثم قال ھلمی المندیل فاتت بمندیل درسخ فقال اسجری التنور واوقدتہ فامر بالمندیل فطرح فیہ فخرج ابیض کانہ اللبن قلنا ما ھذا قال ھذا مندیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یمسح بہ وجہہ فاذا اتسخ صنعنا بہ ھکذا لان النار لا تاکل شیئا مس علیہ الحدیث فقط۔ خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ آپ کا پیالہ کس لکڑی سے بنا ہوا تھا اور کتنی قیمت سے فروخت ہوا۔

جواب:۔ شمائل ہیتمی میں مسطور ہے کہ وہ لکڑی جھاؤ سے بنا ہوا ہے اور اسکو کڑی لوہے کی لگوائی ہوئی تھی اسکو تبرکاً حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حفاظت سے رکھا جب انہوں نے انتقال کیا تو انکے فرزند ارجمند نضر نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آٹھ لاکھ درہم یعنی دو لاکھ روپیہ سے فروخت کر دیا۔ اور شفا شریف میں ہے کہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس نیز ایک پیالہ تھا وہ بیمار لوگوں کو اس سے پانی حصول شفا کے لئے پلواتی تھیں اور حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کو دیکھا اور اس سے پانی بھی پیا۔ فقط واللہ اعلم عند اللہ۔ خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال:۔ کیا جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہ۔

جواب:۔ بیشک جمعہ بجمیع شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور وہ شرائط بارہ ہیں جنکا ذکر پچھلی جلدوں میں مدلل گذر چکا ہے اور اسلئے ہم حنفی لوگ جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں چنانچہ نقایہ وشامی وفتاوےٰ عالمگیر وغیرہ کتب میں مسطور ہے ثُمَّ فِیْ کُلِّ مَوْضِعٍ وَقَعَ الشَّكُّ فِیْ جَوَازِ الْجُمُعَةِ لِوُقُوْعِ الشَّكِّ فِی الْمِصْرِ اَوْ غَیْرِہٖ وَاَقَامَ اَھْلُہٗ الْجُمُعَةَ اَنْ یُصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَیَنْوُوا الظُّھْرَ حَتّٰی لَوْ لَمْ تَقَعِ الجمعۃ موضعہا یخرج عَنْ عھدۃ الفرض الوقت ھکذا فی المحیط وفتح القدیر وفتاویٰ جواھر الفتاویٰ وبدائع السعادۃ والتاتارخانیہ وابراھیم شاہ وجامع الفتاویٰ والکافی وفتاویٰ عتابیہ وفتاویٰ خزانۃ المفتین وخزانۃ العلوم وفتاویٰ المحمدیہ ان وقع الشك فی المصر فلیصلوا اربعًا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوٰۃ الجمعۃ الخ یعنی جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں

واسطے واقع ہونے شک کے مصر میں یا اسکے غیر میں اور قائم کریں وہاں کے لوگ نماز جمعہ تو مناسب ہے کہ پڑھیں بعد جمعہ کے چار رکعت اور نیت کریں نماز ظہر کی کیونکہ اگر نہ صحیح ہو تو جمعہ تو بری ہوگی ذمہ داری فرض وقتی سے ساتھ یقین کے اسی طرح ہے محیط وغیرہ کتب فقہ میں اگر کسی صاحب نے اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنی منظور ہو تو رسالہ نور الشمعہ وسلطان الفقہ وکتاب بهل الوسول والنعمان میں ملاحظہ فرماویں اور اسکی نیت میں علمائے دین کا بہت اختلاف ہے لیکن فقیر کی تحقیق اسطرح ہے کہ نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز فرض ظہر جو کہ ذمے میرے ہے۔ چنانچہ فتاوے غرائب ورحمانیہ میں ہے والصحیح ان یقول اصلی لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صلوٰۃ الظهر الذی اَدْرَكْتُ ولما صلّٰه بعد اور بعض لوگ جو بے دھڑک ہیں کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ شرائط کوئی ضروری نہیں اگر ہوں تو بہتر ہے ورنہ ان کے نہ پائے جانے میں جمعہ کی نماز میں کوئی نقص نہیں آتا جیسا کہ بادشاہ اسلام کا ہونا جمعہ کی نماز کو مانع نہیں افسوس ؎

دل کو روؤں یا جگر کا غم کروں ایک میں اب کس کس کا ماتم کروں

مسلمانو یاد رکھو کیا نکاح میں دو گواہ اور جہاد کے لئے بادشاہ مسلمان اور زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب ومسلمان عاقل بالغ اور حج کے لئے مسلمان عاقل بالغ زادراہ وحفظ امن وغیرہ شرائط پائے جائیں گے تو یہ سب امور جائز اور واجب ادا ہو جائیں گے اگر ان احکام سے ایک کی شرط نہ پائی گئی تو وہ حکم ربی ہرگز ادا نہ ہوگا اسی طرح جمعہ کی شرائط میں سے اگر ایک کی بھی ترک ہوگی تو جمعہ محققین احناف کے نزدیک ہرگز ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ جن دلائل سے ان کے شرائط فرض ہیں انہیں دلائل سے جمعہ کے شرائط بھی فرض ہیں اور شرط سلطان میں صرف اختلاف امام شافعی وامام مالک رحمۃ اللہ علیہما کا ہے نہ امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کا چنانچہ مبسوط باب الجمعہ صفحہ ۲۴ میں مسطور ہے السلطان شرط عندنا فانہ غیر شرط عندنا مالک والشافعی نقل از شرح نقایہ صفحہ ۱۳۲ من شرائط الجمعۃ اختلاف للشافعی اور تعریف سلطان کی یہ ہے ینفذ الاحکام ویقیم الحدود اور ہدایہ صفحہ ۴۸ وشرح النقایہ صفحہ ۱۲۲ میں بایں طور ہے المصر الجامع کل موضع له امیر او قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وهذا عن ابی یوسف اور اسی کتاب ہدایہ شریف کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقوله علیه السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع اور فتح القدیر وشرح نقایہ میں نیز بایں طور تحریر ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ لیس علی اطلاقه دنفاقا بین الائمۃ اذ لا یجوز

اِقَامَتُهَا فِي الْبَرَارِي اجماعًا وَلَا فِي كُلِّ قريةٍ عند الشافعي اور عینی شرح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت ابن منذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ قدیمی سنت یہی ہے کہ جمعہ کو قائم کرنا حق سلطان ہے یا جسکو اس نے حکم کیا ہو اگر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔ وَقَالَ ابن المُنذر مَضَتِ السُّنَّةُ بِاَنَّ الَّذِي يُقِيمُ الجمعة السلطانُ ومن قام بها بامره فاذا لم يكن ذٰلك صلّوا الظهر اور فرمایا حبیب ابن ثابت امام اوزاعی ومحمد بن مسلمہ ویحییٰ بن عمر مالکی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ جمعہ بدون خطبہ و امیر کے نہیں ہو سکتا اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بایں طور ہے کہ اگر بدون سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نماز جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا محاصرہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عثمان خلیفہ وقت سے اجازت لے کر جمعہ کی نماز کو پڑھایا وَعَلٰى هٰذا كَانَ السَّلَفُ مِنَ الصحابة وَمَنْ بَعْدَهُم حَتّٰى اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انما جمع ايام محاصرة عثمانَ بِاَمْرِهٖ۔ یعنی اس پر سلف صحابہ اور اسکے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دنوں میں انکے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا الخ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدون سلطان و ماموراسکے جائز نہ ہوگا لہذا مسلمانوں کو نماز احتیاطاً ضروری پڑھنی ہوگی چنانچہ فتادی عزیزی جلد ۱ صفحہ ۳۰ میں مسطور ہے اور جن ملکوں اور جس جگہ جمیع شرائط سے جمعہ پڑھا جاوے تو وہاں احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ[1] رکعت سنتیں پڑھنی چاہییں پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نماز جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ شامی و شرح نقایہ وغیرہ میں مسطور ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

---

[1] فعلی حدیث سے دو رکعت آپ کی ذات کا پڑھنا ثابت اور قولی سے چار رکعت پڑھنا ثابت اور قولی فعلی پر ترجیح رکھتی ہے اور سعید بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب ہمارے شہر میں تشریف لاتے تو بھی ۶ رکعت بعد نماز جمعہ پڑھتے تھے نلما قدم علينا ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه عثمان نصلي ستا پس جو چار پر زائد ہو تو اس قاعدہ پر قائم ہو حتی المقدور علی الثانی اور فعلی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں انه كان يصلي بعد الجمعة ركعتين ترمذی از ابن عمر اور قولی حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ من كان منكم مصليا بعد الجمعة فليصل اربعا هذا حديث حسن صحيح نقل از طحطاوی و عینی شرح بخاری اور صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد دس رکعتیں پڑھیں۔

مسائل شتّٰی

ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیئے ہاں اگر وہاں جمعہ قائم ہو چکا ہو اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آتے ہوں تو ان کو جمعہ سے روکا نہ جائے اور ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ قریوں یعنی بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار و قاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید نیز اس پر ناطق ہے کہ قریہ شہر کو بولا جاتا ہے لقولہ تعالےٰ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اَیْ مَكَّةَ وَ طَائِفَ ذکرہٗ فی الکبیری و فتح القدیر اور سورہ بقرہ میں ہے هٰذِهِ الْقَرْيَةَ مراد یہاں بیت المقدس مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ مراد شہر ایلیا ہے۔

اور اکثر جگہ لفظ قریہ کا اطلاق شہر پر ہی آیا کرتا ہے جسکا مفصل ذکر ظہور الشمعہ میں مسطور ہے ہاں اگر کسی صحابی نے بعد انتقال آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھا دیا ہو تو وہ اسکا خود اجتہاد ہوگا جو کہ مقابلہ حدیث مرفوع کے قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے مکہ و مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بستی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ ہی کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ نے عرفات ایام حج الوداع میں باوجودکہ آپ کے پاس کئی ہزار آدمی موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھا باوجود سے کہ فرضیت جمعہ کا علم آپکو ہو چکا تھا اور لوگ مدینہ منورہ والے بادشاہ آنحضور علیہ السلام جمعہ کو ادا کر لیا کرتے تھے۔ اور آپ نے وہاں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ ابھی وہاں شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعار اسلامیہ ہے جسکا علانیہ ادا کرنا لازمی تھا اس لئے آپ اسوقت نہ ادا کر سکے اور اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے پس اس سے معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ و شوکت سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ دیکھو دار قطنی و نور الشمعہ صفحہ ۱۔ اور علاوہ اس کے تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہاں عرصہ قریب چھ سال سے زائد رہے اور بدوں جمعہ سب احکام جو ان کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ کو نہیں پڑھا حالانکہ انکو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ فقط۔

مسئلہ: خطبہ جمعہ عربی زبان میں بقدر طوال مفصل پڑھنا مسنون ہے۔ اگر کوئی غیر زبان میں چند اشعار

پند نصائح عوام الناس پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا چنانچہ کتاب ردالمختار کتاب الجمعہ میں ہے تتمہ
یفید الخطبۃ بکونھا بالعربیۃ اور خطبہ لمبا نہ پڑھنا چاہیئے اور جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے بشرطیکہ
اسی غسل و وضو سے جمعہ پڑھا جائے تو یہ سنت ادا ہوگی نقل از قاضی خاں اور جمعہ سردیوں میں اول وقت
اور گرمیوں میں ٹھنڈے وقت پر ادا کرنا سنت ہے اور جو خطیب ہو وہی نماز پڑھائے اور خطیب سوا کے
امر معروف کوئی بات نہ کرے۔ اگر کسی شخص کی سنتیں پہلی جمعہ کی رہ جائیں تو بعد از جمعہ ان کو پڑھے نقل از
درمختار۔ خطبہ جمعہ امام کھڑا ہو کر بلند آواز سے پڑھے لیکن دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ سے آواز پست کرے۔
مسئلہ: جمعہ اگر شہر میں کئی جگہ پڑھا جائے تو نزدیک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز ہے اور یہی
اصح و صحیح ہے چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۱۰ مطبوعہ نولکشور سطر ۱۵ میں بایں طور مسطور ہے وتؤدی الجمعۃ
فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح وذکر الامام السرخسی
انہ الصحیح من مذھب ابی حنیفۃ وبہ ناخذ ھکذا فی بحر الرائق اور علاوہ اسکے کتاب عینی شرح
ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ جب شہر کے لوگ دو جگہ پڑھنے لگے تو علمائے دین نے اختلاف کیا اور
فتوے دیا کہ بیشک جمعہ پڑھو لیکن نماز ظہر اسکے بعد ضرور پڑھو تلمیذ و رشید حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حسن بن
زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی کو پسند کیا اور اسکے بعد چار رکعت بہ نیت سنت ادا کریں۔ فقط۔[1]

خُطبۂ جُمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَنَّانِ الْمَنَّانِ ذِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ وَالْاِمْتِنَانِ مُبِیْنِ الْبَیَانِ
مُلْھِمِ الْبَیَانِ وَالْجَنَانِ رَازِقِ اَھْلِ الْخَیْرِ وَالطُّغْیَانِ جَاعِلِ الزَّمَانِ وَالْاَرْکَانِ فَاطِرِ

[1] اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کا مذہب بھی یہی ہے کہ نماز ظہر بھی پڑھنی چاہیئے جو روایتیں انکے شاگردوں نے
بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب امام صاحب علیہ الرحمۃ سے اخذ کی ہیں اور ان کے قواعد و اصول کے تحت ذکر فرمائی ہیں
تصریح کردی ہے اور صاحب ردالمختار نے جلد اول میں لکھدیا ہے کہ جب امام صاحب کے شاگردوں کا قول لیا گیا تو یقیناً سمجھنا
چاہیئے کہ یہ خاص پیروی امام صاحب علیہ الرحمۃ کی ہوگی اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ زیادہ قسم کہتے ہیں کہ میں نے ایسا قول کوئی قول
اظہار نہیں کیا جسکی روایت امام صاحب سے مجھکو نہ پہنچی ہو۔ فقط خادم شریعت عفاعنہ۔